جہادِ آزادی کے روشن چراغ

المعروف

فرنگیوں کا جال

امداد صابری

قیمت قسمِ اعلیٰ پینتیس ۳۵ روپے۔ قیمت قسم دویم پچیس ۲۵ روپے

فرنگیوں کا جال

پرتگیزی دور سے عہد اکبری، جہانگیری، شاہجہانی اور عالمگیری وغیرہ درباروں میں فرنگی مشنریوں اور ان کی حسین وجمیل عورتوں نے نصرانی مذہب کو ہندوستان میں پھیلانے اور خاص طور پر جنگ آزادی ۱۸۵۷ء کے زمانے میں جو طوفانی پراپگینڈا ہندوستانیوں کے مذاہب اور دھرم کو بدلنے کے لئے کیا۔ روپے اور نوکریوں کے لالچ میں پھنسایا گیا۔ اس کا بے دھڑک علمائے کرام نے مقابلہ کیا۔ ہند سے ہجرت کی۔ ان حضرات کے تاریخی وعلمی کارناموں سے عوام تو عوام خواص کا طبقہ بھی ناواقف ہے۔ اس عالم گمنامی کے حالات کی یہ تاریخ ہے۔

دوسرا ایڈیشن نظرثانی ترمیم واضافہ کے ساتھ

امداد صابری

ناشر:

علی محمد شبیر میوات

متولی درگاہ حضرت شاہ ولی اللہ، مہندیاں، دہلی۔

قیمت قسم اعلیٰ : ۳۰ تیس روپے

قیمت قسم دویم : ۲۰ بیس روپے

پاکستان میں ملنے کا پتہ:۔ نعمت اللہ قادری صاحب، وحیدر آباد۔ کراچی

ہندوستان میں ملنے کا پتہ امداد صابری، چوڑی والان دہلی

کوہ نور پریس - لال کنواں - دہلی۔

سال اشاعت:۔ ۱۹۷۹ء

اوعبادت خانہ آنہا ست ازبرائے خود بیازند در آں جا بطور بروش خود عبادت می کرد۔ باشند ۔۔۔۔ می باید کہ چوں ۔۔۔۔ مانع و مزاحم آنہا نہ گشتہ بگذارند برائے ہر مضمون حکم جہاں مطاع گردوں ارتفاع جہانگیری اطلاع نمایند ۔۔۔۔ در عہد شناسند۔ تاریخ ۲۔ مہر الٰہی سنہ ۔۔۔ عبادت خدا انگریز بسازند می باید کہ از فرمودہ تخلف نورزند ۔۔۔۔

رسالہ کمترین مریداں با اخلاق اعتمادالدولہ نوشتہ واقعہ بندہ درگاہ محمد حسین شکرانہ[1]

پادری کے آنے کی اجازت

منوچی لکھتا ہے :- اکبر کو توپ کی چاندماری کا بہت شوق تھا۔ اس فن میں یورپین ملازم زیادہ ماہر تھے۔ اس لئے اکبر کو یورپین ملازم رکھنے کا شوق ہوا۔ اور بہت سے سنگتراش، مستری، مینا کار، ڈاکٹر اور گولنداز ملازم رکھے گئے۔ ان میں زیادہ تر رومن کیتھولک تھے۔ انھوں نے بادشاہ کو عرضی دی کہ یا تو ہم لوگوں کو وطن جانے کی اجازت دی جائے اور یا ہم کو اپنی مذہبی رسومات ادا کرنے کی اجازت دی جائے۔ چونکہ پادری کے بغیر یہ لوگ مذہبی رسومات ادا نہیں کرسکتے تھے ۔۔۔۔ اس لئے گوا سے ایک پادری بلوا کر تعمیر گرجا کی اجازت دیدی۔

مقبرہ میں مسیحی تصویر

اکبر نے اپنے باپ کی تقلید میں اپنے لئے ایک مقبرہ بنانے کا ارادہ کیا۔ جس کا نام سکندرہ رکھا۔ اس مقبرہ کا گنبد سنگ مرمر کا ہے۔ اکثر جگہ انسانی تصویریں منقش ہیں۔ مگر شاہ اورنگزیب کے حکم سے ان پر اس طرح سفیدی پھیر دی گئی کہ تصویریں نظر نہیں آتیں۔ میں کئی مرتبہ اس مقبرہ کو دیکھنے گیا۔ باغ کے دروازہ پر حضرت عیسیٰ کے مصلوب ہونے اور حضرت مریم وغیرہ کی تصاویر بنی ہوئی تھیں۔ حضرت عیسیٰ کے صلیب دئے جانے والی تصویر کی داہنی جانب حضرت مریم کی تصویر تھی۔ وہ حضرت عیسیٰ کو بہ حالت شیر خوارگی اپنی گود میں لئے ہوئے تھیں۔ چھت میں فرشتوں اور حوروں کی مختلف تصاویر تھیں۔ یہ تصویریں کسی مذہبی خیالات سے نہیں بنائی گئی تھیں۔ بلکہ عجائبات زمانہ میں شمار کی جاتی تھیں۔[2]

پادریوں سے مناظرہ

مورخ بدایونی لکھتے ہیں :- ایک موقع پر شیخ قطب الدین جالندھری جو کہ مجذوب خراباتی تھے لوگوں نے پادریوں کے مقابلہ میں مباحثہ کے لئے پیش کیا۔ مجذوب مذکورہ میدان مباحثہ میں جوش و خروش سے صف آرا ہوئے اور کہا کہ ایک بڑا ڈھیر آگ کا دہکاؤ۔ جس کو دعویٰ ہو میرے ساتھ آگ میں کود پڑے۔ جو صحیح سلامت نکل آئے۔ وہ حق پر ہے۔ آگ دہکا کر انھوں نے ایک پاپا کی کمر میں ہاتھ ڈال کر کہا ہاں بسم اللہ۔ پاپاؤں نے کہا۔ یہ بات خلاف عقل ہے۔

اس مناظرہ کے واقعہ کو "تذکرہ عالم" کا مصنف اس طرح لکھتا ہے :-

"ایک دن اکبر نے مسیحی پادریوں، یہودیوں، مجوسیوں، مسلمانوں اور برہمنوں کو جمع کیا اور مباحثہ کی ٹھہرائی۔ مسیحیوں کا سرغنہ پادری ردیف تھا۔ مسیحیوں نے اپنا سرپنچ ابوالفضل کو بنایا۔ اب بحث شروع ہوئی۔ ابتدائی چھیتیاں ہونے کے بعد انجیل کی تحریف کے بارے میں گفتگو ہوئی۔ کچھ فیصلہ نہ ہوا۔ آخر پادریوں نے ایک خوفناک آگ روشن کی کہ ہم انجیل ہاتھ میں لیکر آگ میں چلتے ہیں۔ تم قرآن شریف لے کر آگ میں چلو[3]۔ مسلمان آگ کے لئے آمادہ ہوگئے۔ اس اثنا میں تو تو، میں میں ہونے لگی۔ وقت بہت گزر گیا۔

[1] مرقع اکبرآباد صفحہ ۱۳۳ [2] سفرنامہ منوچی صفحہ ۱۳۲ [3] تاریخ ہند ذکاء اللہ جلد پنجم صفحہ ۸۵۹

اکبر اس مذہبی بحث کو دیکھ کر بہت خوش ہو رہا تھا۔ پادری روڈیف جو پرتگال کا رہنے والا تھا اور پادریوں کا سرغنہ تھا۔ اکبر کو دیکھ
کر بہت خوش ہوا کہ اب مذہب مسیحیت کی صداقت اس کے ذہن میں اتر گئی۔ پادری روڈیف ابوالفضل کے پاس گیا اور
کہا کہ میں پہلے تم کو دعوت مذہب مسیحی دیتا ہوں۔ جب تم عیسائی ہو جاؤ گے۔ تو اکبر کا مسیحی ہو جانا کوئی بات نہیں ہے۔
یہ سن کر ابوالفضل بہت ہنسا اور کہا کہ آپ اپنے دین اپنے ہی سینوں میں رکھو۔ ہمارا شہنشاہ مذہبی گفتگو کا شائق
ہے۔ وہ متعصب نہیں ہے۔ مذہبی لحاظ سے سب کو ایک نظر دیکھتا ہے۔ آئندہ ایسی بات منہ سے نہ نکالنا لے

عیسائیوں کا تبلیغی مشن

مناظروں کی کیفیت اور اکبر پر مذہب کے بارے میں پرتگالی اور انگریز مصنف کیا رائے رکھتے ہیں۔ ملاحظہ کیجئے۔

"اکبر کسی مذہب کا پابند نہیں تھا۔ مگر اس کو دنیا کے مذاہب کی تحقیق کرنے کا شوق تھا اور ان کی عبادت کے طریقوں نیز
عقائد سے واقف ہونا چاہتا تھا۔ اس نے جب یہ سنا کہ گوآ بندرگاہ پر بہت دور دراز مقام سے ایک پرانے مذہب والے آتے
ہیں جن کا مذہب ہندوستان کے کل مذہبوں سے علیحدہ ہے تو اس نے ان کو بلانے اور ان سے مناظرہ کا ارادہ کیا۔ اس نے
پرتگیزیوں کو لکھا کہ وہ اپنے مشنری مبلغین کو مع اپنی شریعت کی کتب کے یہاں بھیج دیں۔ مغلوں کے نام سے اہل
فرنگ کانپتے تھے۔ مگر انھوں نے خوف و ڈر کی کوئی پرواہ نہ کی۔ بلکہ بے دھڑک یہ فیصلہ کیا کہ ایسے مقدس کام سے
جس میں بڑے نتیجوں کی امید ہو قدم اٹھانا چاہیئے۔ چنانچہ ۳ دسمبر سنہ ۱۵۷۸ء میں یہ لوگ سورت پہنچے۔ وہاں انکا
شاہی استقبال ہوا۔ ۹ فروری کو یہ مشنری مشن فتحپور سیکری میں جہاں بادشاہ رہتا تھا پہنچا۔ شہنشاہ اکبر کے سامنے
پیش ہوئے۔ پادریوں نے حضرت عیسیٰ کی تصویر پیش کی۔ تو اکبر نے اس کی تعظیم و تکریم اپنے مذہب اور عیسائیوں کے مذہب
کے مطابق کی۔ اس کے آگے سر جھکایا۔ گھٹنوں کو ٹیکا۔ سجدہ کیا اور حضرت مریم کی تصویر جو جواہرات سے مزین تھی پیش
کی۔ تو بادشاہ نے کہا: "ملکۂ آسمان کی کیا اچھی شبیہ ہے"۔ اس کے بعد پادریوں نے چار زبانوں میں انجیل پیش کی۔ تو
بادشاہ نے اسے چوما اور سر پر رکھا۔ پھر بادشاہ نے مشنریوں سے درخواست کی کہ وہ علمائے اسلام سے مباحثہ کریں۔ اس
کو انھوں نے قبول کیا۔ مناظرہ ہوا مگر یہ کہنے پر مجبور ہوئے کہ باوجود دلائل فتحیاب تھے۔ لیکن دلائل نے مخالفوں پر کوئی اثر
نہیں کیا۔ کافی عرصہ تک بادشاہ ان سے خوش خلقی سے پیش آتا رہا۔ پادری اس کو عیسائی بنانے کے ہزار جتن کرتے تھے
مگر کامیابی کے آثار نہیں پاتے تھے۔ اکثر تبہ بادشاہ کے درباری میں سے ایک نے ان مشنریوں کو سمجھایا کہ تمہاری
یہ کوشش بے کار ہے۔ بادشاہ معلومات مذہبی چاہتا ہے اور بس۔ پرتگیزی تاریخ دانوں نے مناظرہ کا وہی آگ
میں کودنے والا واقعہ لکھا ہے اور لکھا ہے کہ ان پادریوں نے سوچ سمجھ کر کہا کہ مجلسوں میں ہم اپنے دلائل پیش کرتے
ہیں۔ اس لئے کہ ہم اپنے آپ کو عقل کے خلاف مضرات میں ڈالنا نہیں چاہتے۔
جب شہنشاہ اکبر کو معلوم ہو گیا کہ آگ میں کودنے کا تماشہ نہیں ہوگا اور اس کو پادریوں نے معلومات عیسوی

تذکرۂ عالم۔ مولوی رحیم بخش ص ۱۰۶

بھی ارادہ تھا کہ اپنے آپ کو پیغمبر بنا کر ایک نیا مذہب جاری کرے۔ میں نے ایک مسلمان شخص کی زبانی جس کا باپ جہانگیر کا ملازم اور اس کے امور خانگی سے تعلق رکھتا تھا سُنا ہے کہ ایک دفعہ بادشاہ نے شراب کی ترنگ میں کئی بڑے بڑے ملاؤں اور ایک پادری متوطن فلورنس (اٹلی کے شہر کا رہنے والا تھا) کو جس کی تند خوئی کی وجہ سے جہانگیر نے اس کا نام "پادری آتش" رکھ چھوڑا تھا بلوایا تھا اور جب اس نے آکر بادشاہ کے حکم کے مطابق بڑے زور سے دینِ اسلام کی بطلان اور اپنے مذہب کی تائید میں گفتگو کی تو بادشاہ نے کہا کہ :۔

"مسلمان عالموں اور جیسوئٹ پادریوں میں جو نزاع ہے اس کے تصفیہ کے لئے یہ عمدہ موقع ہے اور حکم دیا کہ ایک گہرا گڑھا کھود کر اس میں آگ جلائی جائے اور پادری انجیل اور مُلا اپنا قرآن لے کر اس میں کود پڑیں۔ دونوں میں سے جو بچ جائیگا میں اس کا مذہب قبول کر لوں گا۔ چنانچہ پادری آتش نے اس امتحان کو قبول کر لیا۔ لیکن ملا لوگ ڈر گئے اور بادشاہ دونوں پر رحم کرکے اس آزمائش سے باز رہا۔"

یہ واقعات بالکل غلط ہیں۔ انگریز مورخوں نے مسلمان بادشاہوں کو بدنام کرنے کے لئے اس قسم کے واقعات تاریخ میں داخل کئے۔ جہانگیر کے بھتیجوں کے عیسائی مذہب اختیار کرنے اور چھوڑنے کی وجہ یہ بتانا کہ وہ پرتگیزی عورتوں سے شادی کرنا چاہتے تھے اور یہ کہنا کہ "پرتگیزی عورتوں سے شادی بھی ایک فریب تھا۔ جو جہانگیر کے مشورہ سے دیا گیا اور یہ اس لئے دیا گیا تھا کہ جہانگیر ان عورتوں کو اپنے حرم میں داخل کرے۔" انتہائی بہتان تراشی ہے۔

خسرو عیسائی سلطنت کا ضامن ہے

طامس رو خسرو سے بہت پُر امید تھا اس کو پورا یقین تھا کہ خسرو عیسائیوں کا بڑا حامی ہے۔ اس لئے اس نے ایک ہی بیوی کی تھی۔ لیکن خرم کو عیسائیوں کا مخالف سمجھتا ہے۔ ایسٹ انڈیا کمپنی ہندوستان کے حالات سے واقف ہونا چاہتی تھی۔ اس لئے کہ اس کو یہاں پر بڑے پیمانہ پر تجارت کرنی تھی۔ اس بنا پر طامس رو نے ان حالات کی اطلاع ایسٹ انڈیا کمپنی کو دی اور لکھا۔

"ایک وقت آنے والا ہے جب تمام ہندوستان میں کھلبلی مچ جائے گی۔ اگر خسرو کامیاب ہوا تو انگریزوں کو فائدہ ہوگا اور عیسائی سلطنت کے واسطے ایک ضامن ہوگا۔ وہ عیسائیوں سے محبت رکھتا ہے۔ انکی عزت کرتا ہے۔ اگر خرم فتحیاب ہوگیا تو انگریزوں کو بیحد نقصان ہوگا۔ وہ عیسائیوں سے نفرت کرتا ہے۔ وہ بڑا متکبر، ظالم، جھوٹا اور ریاکار ہے۔"

جہانگیر منوچی کی نظر میں

منوچی جہانگیر کو مسیحیت کا دلدادہ سمجھتا تھا۔ اس نے ان کے متعلق عجیب و غریب خیالات کا اظہار کیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کی جھوٹی باتیں مشنریوں نے بتائیں وہ لکھتا ہے :۔

(۱) جہانگیر جس قدر موسیقی، رقص کا شوقین تھا۔ اسی قدر وہ مذہبِ اسلام کا مخالف تھا۔ اس لئے عمداً ایسے کام کرتا تھا۔ جو مذہبِ اسلام میں کسی طرح جائز نہیں تھے۔ مثلاً روزہ نہ رکھنا، شراب پینا، سور کا گوشت کھانا وغیرہ۔ ان افعال سے وہ مسلمانوں کی تحقیر کرنا چاہتا تھا۔

(۲) ایک مرتبہ اس نے عیسائی پادریوں سے دریافت کیا کہ سور کے گوشت کا کیا مزہ ہوتا ہے۔ انھوں نے کہا کہ اس کا خاص مزا اور خوشبو ہوتی ہے جو اور کسی گوشت میں نہیں ہوتی۔ جہانگیر ان پادریوں کے مکان پر گیا اور وہاں خوب شراب پی اور سور کا گوشت کھا کر نہایت پسند کیا۔ اس کے بعد اس نے عام طور سے بلا اخفا ان دونوں چیزوں کا استعمال کیا۔ مولویوں نے کئی مرتبہ اس کو آگاہ کیا کہ شراب اور سور کا گوشت کسی طرح بھی جائز نہیں اور صریح طور سے قرآن میں اس کی ممانعت ہے۔ مولویوں کا بار بار سمجھانا اس کو ناگوار گزرا۔ ایک روز تمام مولویوں کو جمع کیا اور دریافت کیا کہ کس مذہب میں شراب

شی اور سور کا گوشت کھانا جائز ہے۔ سب نے بالاتفاق کہا کہ سوائے عیسائیوں کے تمام مذاہب ان کے استعمال کی ممانعت کرتے ہیں۔ ریشن کرب کے سامنے جہانگیر نے اپنے عیسائی ہونے کا ارادہ ظاہر کیا اور حکم دیا کہ درزیوں کو بلا کر اس کا لباس یورپین وضع کا تیار کرایا جائے۔ اور انگریزی ٹوپی تلاش کی جائے۔ مولوی حضرات اس امر سے حیرت زدہ رہ گئے اور آپس میں مشورہ کر کے قرار پایا کہ خاموشی اختیار کر کے بادشاہ کو اپنے حال پر چھوڑ دیا جائے۔ مجھ سے ایسے شخصوں نے یہ حکایات بیان کیں جو خود اس جگہ پر موجود تھے۔ ان مولویوں کو آسانی سے مرعوب کر کے ہر موقع پر مندرجہ ایسی حرکات کرتا جو ان کے خلاف ہوتیں۔ چنانچہ اس نے خالص سونے کے سور بنا کر اپنی خوابگاہ میں رکھے تھے۔ جب خواب سے بیدار ہوتا تو ان کو دیکھ کر کہا کرتا کہ ان سوروں کی تصاویر کو دیکھنا کسی مسلمان کی صورت دیکھنے سے بہتر ہے۔ جہانگیر کے انتقال کے بعد اس کے فرزند شاہجہان نے ان تصاویر کو قلعہ لاہور میں شاہی تخت گاہ کے سامنے دفن کرا دیا۔ ایک بات جو اس نے مسلمانوں کی دلشکنی کے لئے اختیار کی وہ روزہ سے انکار کرتا تھا۔ جیسا کہ سال بھر میں ایک ماہ مسلمان روزہ رکھتے ہیں۔ روزہ کی حالت میں مسلمان دن میں کھاتے پیتے نہیں بلکہ تمام دن انکا سونے میں گزرتا ہے اور رات کھانے پینے اور دیگر تفریح کے کاموں میں بسر ہوتی ہے۔ جہانگیر بالکل اس کے برعکس کرتا اور اس مہینہ میں کوئی دن ایسا نہیں ہوتا کہ وہ دربار عام نہ کرتا ہو اور کم و بیش دو گھنٹہ تک لوگ وہاں نہ ہوتے ہوں۔ جہانگیر خود بھی سب کے سامنے کھاتا پیتا اور کھانے کی چیزیں ان کو دیتا تھا۔ جنکی صورت سے روزہ دار ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ اس سے اس کا یہ مطلب ہوتا کہ انکا روزہ ٹوٹ جائے۔ کسی کی مجال نہ تھی کہ کھانے سے انکار کرے، کیونکہ ممکن تھا کہ بادشاہ ناراض ہو کر اپنے شیروں کے آگے ڈلوا دے۔

(سفرنامہ منوچی۔ ص ۱۳۸-۱۳۹)

بعض لوگ کہتے ہیں کہ جہانگیر عیسائی ہونا چاہتا تھا۔ اس لئے وہ مسلمانوں کو ذلیل کرتا۔ کئی مرتبہ اس نے مولویوں کو پادریوں کے ساتھ اپنی موجودگی میں مناظرہ کا حکم دیا اور ہمیشہ پادری غالب رہے۔ ایک دفعہ مولویوں نے جواب سے تنگ آکر کہا کہ ہم کیا جواب دیں جو اہل علم ہیں وہ جانتے ہیں کہ ہمارے جو اعتراضات نہایت قوی ہیں اور انجیل میں تحریف کی گئی ہے۔ مولویوں کے علاوہ یہ بات قاضی نے بھی کہی تھی۔ پادری نے بادشاہ سے کہا میں تمام دربار میں یہ بات ثابت کرنے کیلئے تیار ہوں کہ اس انجیل میں جو میرے ہاتھ میں ہے تحریف نہیں کی گئی اور یہ اصلی خدا کا کلام ہے اور یہ اسی طرح ثابت ہو سکتا ہے کہ گھاس کا ایک انبار لگایا جائے اور اس پر میں انجیل اور قاضی قرآن کے ساتھ بیٹھیں پھر گھاس کے انبار میں آگ لگا دیجئے۔ اس کے بعد حضور اور تمام درباریوں کو معلوم ہو جائیگا کہ کون مذہب حق پر ہے۔ اس گفتگو سے قاضی خوفزدہ ہوا کیونکہ اس کو علم تھا کہ جہانگیر کا مزاج ایسا ہے کہ وہ اس کا تجربہ کرنے کا حکم دے گا۔ اس نے اپنا سر جھکا لیا۔ چہرہ کا رنگ متغیر ہو گیا اور اتنی دہشت طاری ہوئی کہ اس کا پاخانہ نکل گیا اور تمام دربار میں بدبو پھیل گئی۔ جب یہ بدبو بادشاہ تک پہنچی تو مثل درباریوں کے اس نے بھی ناک بند کر کے کہا کہ پادری اپنے مذہب کی حقیقت ثابت کرنے کے لئے آمادہ ہے مگر خوف کی وجہ سے قاضی سے غلطی سرزد ہو گئی۔ اس کے بعد پادری سے کہا کہ آج سے تمہارا نام پادری آتش رکھا گیا۔ مذکورہ پادری کا نام جوزف تھا۔ مگر اس واقعہ کے بعد وہ پادری آتش کہا جاتا تھا۔

منجملہ اور عمدہ کاموں کے جہانگیر کے ایک یہ بھی تھا کہ عیسائی پادریوں کے ساتھ خاص مہربانی سے پیش آتا تھا۔ لاہور میں اس نے پادریوں کو ایک مکان اور ایک گرجا دیا۔ اس بادشاہ کی سلطنت میں یورپ کے باشندوں کو بالکل مذہبی آزادی تھی۔ یہ عیسائی پادری بادشاہ کے لڑکوں کو بھی تعلیم دیتے تھے۔ جہانگیر کے ایک لڑکے نے جو بعد میں بادشا